# رنگِ سخن

پروفیسر محمد اکرام تائب

ہم کو ناکردہ گناہوں کی سزائیں دے گیا
موسمِ گرمایں لو ہے کی قبائیں دے گیا

شہر والوں کو تو بخشے ہیں ہزاروں آفتاب
گاؤں والوں کو مگر کالی گھٹائیں دے گیا

اُس کے کاخ و کو میں ہیں رقصاں بہاریں چارسُو
جو ہمیں اُجڑی ہوئی غمگیں فضائیں دے گیا

دس روپے لے کر کوئی دیتا نہ اتنی گالیاں
اک اٹھنی لے کے وہ جتنی دعائیں دے گیا

اُس نے جو منگوائی تھیں کل آپریشن کے لئے
ڈاکٹر اسٹور پر آ کر دوائیں دے گیا

چور بازاری ، سمگلنگ ، جھوٹ ، نفرت اور فریب
جانے والا وقت یہ کیا کیا بلائیں دے گیا

---

اُس پری پیکر کے چہرے سے نگاہیں موڑ کر
دامنِ دل کھینچتے بچوں کے دل کو توڑ کر
گھر سے چل نکلا ہوں میں تائب تلاشِ رزق میں
اپنے پیچھے دوڑتی بیٹی کو روتا چھوڑ کر